Mohi-ud-Din Journal of Islamic Studies (MJIS)
ISSN 3007-3820 (Print) | 3007-3812 (Online)
(January-June) 2024, 2:1 (01-17)

محی الدین جرنل آف اسلامک اسٹڈیز
(جنوری–جون ۲۰۲۴)،۲:۱

اطفال کی تعمیر شخصیت میں رائج الوقت تعلیمی ادارے اور دینی مدارس کے کردار کا تجزیاتی مطالعہ

The Role of Education Curriculum and Educational Institutions (Conventional and Religious Schools) in Child Training and Personality Development

Aysha Zahoor[1], Dr. Hafiz Mohsin Zia Qazi[2]
[1]PhD Research Scholar, Institute of Islamic Studies, MY University, Islamabad
(ayeshazahoor855@gmail.com)
[2]Director Institute of Islamic Studies, MY University, Islamabad
(hod.islamicstudies.edu.pk)

How to cite: Aysha Zahoor & Dr. Hafiz Mohsin Zia Qazi" *The Role of Education Curriculum and Educational Institutions (Conventional and Religious Schools) in Child Training and Personality Development.," Mohi-ud-Journal of Islamic Studies 2, no. 1 (2024): 1-17.*

ABSTRACT:
The educational curriculum and the institutions responsible for its implementation play significant role in education and personality formation of children. Curriculum serves as a blueprint for what students learn and how they acquire knowledge and skills. In traditional schools, the curriculum usually covers a wide range of subjects, with aim of providing students with a good education. As Allah said in the Qur'an: "And He taught Adam the names of all". Educational institutions, whether traditional or religious, serve as an environment where children spend a lot of time of their early years. These institutions not only contribute to educational development but also play a significant role in inculcating values, ethics and social skills. Allah said in the Qur'an: "And it is He Who made you caliphs in the earth and gave some of you higher ranks than others, that He may test you with what He has given you." The purpose of this research is to examine important roles of the curriculum and educational institutions in how they shape children's character, values and skills. Aim of this study is to provide insight into different approaches to child rearing, which shed light on the potential impact on personality development.

Keyword: Education Curriculum, Conventional and Religious Schools, Child Training, Personality Development

Mention in the table a brief sketch of Second author's Contribution:- (Maximum two Authors allowed only)
First Author and Second Author have written this article together, in which the availability of content, the order of the content, the acquisition of references, the conclusions, both First Author and Second Author are equal partners in all these matters.

C
All Contents of this publication is copyrighted and property of *Mohi-ud-Din Journal of Islamic Studies*, and restricted to commercial use. It allows Research uses only, provided that original author(s) and sources should be credited with a proper academic referencing.

تمہید

بچوں کی تعلیم بچے کی نشو و نما کا ایک اہم اور بنیادی پہلو ہے۔ یہ زندگی بھر سیکھنے کی بنیاد رکھتا ہے، نہ صرف ان کی تعلیمی صلاحیتوں کو بلکہ ان کی سماجی، جذباتی، اور علمی مہارتوں کو بھی تشکیل دیتا ہے۔ بچے کی زندگی کے ابتدائی سال خاص طور پر اہم ہوتے ہیں، کیونکہ اس وقت وہ نئی معلومات لے رہا ہوتا اور نئے تجربات کر رہا ہوتا ہے۔ والدین بچوں کی تعلیم میں ان کے اولین اساتذہ کی حیثیت سے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مثبت تعاملات، ایک معاون ماحول، اور مختلف محرکات کی نمائش کے ذریعے، والدین اپنے بچوں کی علمی اور جذباتی نشو و نما میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔[1] ابتدائی تعلیم جیسے پری اسکول منظم تعلیمی ماحول فراہم کرنے میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں جو سماجی کاری کو فروغ دیتا ہے اور بنیادی علمی تصورات کو متعارف کرواتا ہے۔ جیسے جیسے بچے اپنے تعلیمی سفر میں ترقی کرتے ہیں، رسمی اسکولنگ کا کردار تیزی سے اہم ہوتا چلا جاتا ہے۔ پرائمری تعلیم، زبان، ریاضی اور سائنس جیسے مضامین میں بنیادی مہارتوں کی تعمیر پر توجہ مرکوز کرتی ہے، جبکہ سماجی کاری اور تعاون کو بھی فروغ دیتی ہے۔ اساتذہ بااثر شخصیت بنتے ہوئے اپنے طلباء کے تعلیمی تجربات کی رہنمائی اور تشکیل کرتے ہیں۔ نصاب نہ صرف علم فراہم کرنے کے لیے بنایا گیا ہے بلکہ اقدار، تنقیدی سوچ اور سیکھنے کے لیے محبت پیدا کرنے کے لیے بھی بنایا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ ایک نظریہ کے تحت ہوتا ہے جس کو تعلیم کا نظریاتی ڈھانچہ کہتے ہیں:

> "Education of children means doing all things that are compatible with society to make them best citizens. That is, in social training of children, way of living, training to handle social affairs in a good manner and to provide guidance to fulfill goals of life[2]".

بچوں کی تعلیم کا نظریاتی ڈھانچہ اُن اصولوں، فلسفوں اور طریقہ کار کی ایک جامع تفہیم پر مشتمل ہے جو بچوں کو تعلیم دینے کے عمل کی رہنمائی کرتے ہیں۔ ایک نمایاں نظریاتی نقطہ نظر معروف ماہر نفسیات جیسے جین پیگیٹ (Jean Piaget)[3] اور لیو ویگوٹسکی (Lev Vygotsky)[4] کے ترقیاتی نظریات میں جڑا ہوا ہے۔ جین پیگیٹ (Jean Piaget) کا تعمیری نقطہ نظر بچے کی علمی نشو و نما کے مراحل کی اہمیت پر زور دیتا ہے، اس بات پر زور دیتا ہے

1- عابدی, س. ش. ح., & سید شعیب حیدر. (2023). اولاد کے اخلاقی ونفسیاتی حقوق. تعلیم وتربیت (اردو), 7(1), 119-145.

2 ڈاکٹر محمد طاہر القادری، "سلسلہ تعلیمات اسلام (بچوں کی تعمیر شخصیت)" ماہنامہ منہاج القرآن، نومبر 2018ء۔

3- Piaget, J. (1952). Jean Piaget.

4- Vygotsky, L. S. (1987). The collected works of LS Vygotsky: The fundamentals of defectology (Vol. 2). Springer Science & Business Media.

کہ سیکھنے کو بچے کی نشوونما کی سطح کے مطابق ہونا چاہیے۔ دوسری طرف وائگوٹسکی (Vygotsky) سماجی تعامل اور علمی عمل کی تشکیل میں ماحول کے کردار پر زور دیتا ہے اور زون آف پروکسیمل ڈویلپمنٹ (Zone of Proximal Development)[5] کا تصور پیش کرتا ہے جہاں بچے زیادہ علم والے شخص کی مدد سے اپنی صلاحیتوں تک پہنچ سکتے ہیں۔

ترقیاتی نظریات کے علاوہ، رویے کے نظریات بچوں کی تعلیم کے نظریاتی فریم ورک میں نمایاں طور پر حصہ ڈالتے ہیں۔ بی ایف سکنر (B.F. Skinner)[6] کا طرز عمل رویے کی تشکیل میں کمک (reinforcement) اور سزا کے کردار پر زور دیتا ہے، مطلوبہ طرز عمل کی حوصلہ افزائی کے لیے مثبت کمک (reinforcement) کے استعمال کی وکالت کرتا ہے۔ طرز عمل سے اخذ کردہ اطلاقی رویے کا تجزیہ، کلاس روم میں مخصوص طرز عمل کے چیلنجوں سے نمٹنے اور سیکھنے کے مثبت ماحول کو فروغ دینے کے لیے عملی اطلاقات رکھتا ہے۔

بچوں کی تعلیم میں ایک اور بااثر نظریاتی نقطہ سماجی و ثقافتی نظریہ ہے، جو وائگوٹسکی (Vygotsky) کے نظریات سے آگے بڑھتا ہے۔ یہ نقطہ نظر سیکھنے میں ثقافتی اور سماجی عوامل کی اہمیت کو واضح کرتا ہے، ان ثقافتی آلات اور طریقوں پر زور دیتا ہے جو بچے کی علمی نشوونما کو متاثر کرتے ہیں۔ معاشرتی اقدار، اصول اور ثقافتی سیاق و سباق، تعلیمی تجربات اور نتائج کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ گزشتہ سالوں میں Urie Bronfenbrenner[7] کے تجویز کردہ ماحولیاتی نظام کے نظریہ کو اہمیت حاصل ہوئی ہے۔ یہ نظریہ بچے کی نشوونما پر اثر ورسوخ کی متعدد پرتوں پر توجہ مرکوز کرتا ہے، بشمول مائیکرو سسٹم (خاندان، اسکول)، میسو سسٹم (مائیکرو سسٹم کے درمیان تعاملات)، ایکو سی سسٹم (بیرونی ماحول جو بچے پر بالواسطہ طور پر اثر انداز ہوتے ہیں)، اور میکرو سسٹم (ثقافتی اقدار اور سماجی ڈھانچے)۔ ان ماحولیاتی نظاموں کو سمجھنے سے اساتذہ کو اس وسیع تناظر پر غور کرنے میں مدد ملتی ہے جس میں بچہ بڑھتا اور سیکھتا ہے۔

علمی اور تعلیمی ترقی پر نصاب اثر

نصاب، تعلیم کو فروغ دینے کے لیے ایک گاڑی کا کام کرتا ہے۔ نصاب، افراد میں علمی اور تعلیمی ترقی کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ ایک روڈ میپ کے طور پر کام کرتا ہے جو طلباء کو مختلف مضامین اور مہارتوں کے ذریعے رہنمائی کرتا ہے۔ ایک اچھی طرح سے ڈیزائن کیا گیا نصاب سیکھنے والوں کی ترقی کے مراحل کو مدنظر رکھتا

5- Wertsch,J.V.(1984). The zone of proximal development:Some conceptual issues. New directions for child development.

6- Skinner, B. F. (1965). Science and human behavior (No. 92904). Simon and Schuster.

7- Bronfenbrenner, U.(2013). Ecology of the family as a context for human development: Research perspectives. Adolescents and Their Families, 1-20.

ہے، جو عمر کے لحاظ سے مناسب چیلنجز اور ترقی کے مواقع پیش کرتا ہے۔ طالب علموں کو متنوع موضوعات، مسائل اور نقطہ نظر کے ساتھ پیش کر کے، نصاب انہیں معلومات کا تجزیہ کرنے اور آزادانہ طور پر سوچنے کی ترغیب دیتا ہے۔ نصاب ترتیب وار اور مجموعی سیکھنے کا تجربہ فراہم کر کے تعلیمی ترقی کو تشکیل دیتا ہے۔ نصاب کی مدد سے، طلباء اپنے علم کو بتدریج استوار کرتے ہوئے، بنیادی تصورات سے زیادہ جدید خیالات کی طرف بڑھتے ہیں۔ یہ سہاروں کا نقطہ نظر علمی صلاحیتوں کی بتدریج نشوونما، علمی بوجھ کو روکنے اور مختلف مضامین کی ٹھوس تفہیم کو فروغ دینے میں مدد کرتا ہے۔[8]

علمی مہارتوں کے علاوہ، نصاب تعلیمی ترقی کے سماجی اور جذباتی پہلوؤں کو متاثر کرتا ہے۔ اس میں اکثر ایسی سرگرمیاں اور پروجیکٹ شامل ہوتے ہیں جن کے لیے تعاون، مواصلات اور ٹیم ورک کی ضرورت ہوتی ہے، باہمی مہارتوں کو فروغ دینا جو حقیقی دنیا کے حالات میں اہم ہیں۔ نصاب میں متنوع نقطہ نظر اور ثقافتی عناصر کی شمولیت ہمدردی اور ایک وسیع عالمی نظریہ کی ترقی میں معاون ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ تمام نصاب برابر نہیں بنائے گئے ہیں، اور ان کے اثرات مختلف ہوسکتے ہیں۔ جامع نصاب طلباء کی متنوع ضروریات کو پورا کرتا ہے، سیکھنے کے انداز میں بہتری لاتا ہے۔ اس کے برعکس، ایک سخت یا تنگ نصاب علمی اور تعلیمی ترقی کی صلاحیت کو محدود کر سکتا ہے، جس سے کچھ طالب علم زیادہ سیکھنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔[9]

نصاب ایک سانچے کی طرح ہوتا ہے۔ جس میں آنے والی نسلوں کو علمی اور قومی زندگی میں خدمت کے لیے ڈھال کر تیار کیا جاتا ہے ماہرین نفسیات کہتے ہیں:

> "اگر انسان کی شخصیت 15 سال کی عمر تک ایک جیسی بنائی جائے تو باقی زندگی تقریباً
> ایک جیسی رہتی ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ زندگی میں انقلاب آئے۔"

اسکول کے نصاب اور تربیتی سرگرمیوں میں، نظم وضبط، قانون کا احترام، اچھا برتاؤ، دوسروں کے حقوق، سچائی کی اہمیت کے ساتھ ساتھ ٹریفک، صفائی، فضائی آلودگی جیسے موضوعات کے بارے میں سکھایا جاتا ہے۔ قدرے آسان کیونکہ ہم انتخاب کر سکتے ہیں۔ آسان واقعات اور انہیں اسکول کی نصابی کتابوں میں شامل کریں، جس سے بچوں میں اخلاقی اقدار بھی پروان چڑھیں گی اور مذہب سے وابستگی بھی قائم ہوگی۔ بچوں میں بچپن سے ہی سچائی،

8- Begum, U., Ahmad, M., & Qasim, M. (2022). نصاب تعلیم کے اہداف و مقاصد اسلامی تناظر میں: ایک تحقیقی مطالعہ: Curriculum Aims and Objectives in an Islamic Perspective: A Research Study. Al-Duhaa, 3(01), 397-408.

9- Zuberi, A. K. بچوں کا تصور خدا نصاب و طریق تعلیم. (2002). Research Journal Social Sciences.(1)1 ,

دیانت اور حب الوطنی کے جذبات ابھارنے کے لیے ان خطوط پر نصاب تیار کیا جائے تاکہ پاکستان کی آنے والی نسلیں کردار کے اعتبار سے باوقار بن سکیں۔ اخلاقی تربیت اور کردار سازی کے علاوہ نصاب کا سب سے اہم کردار طلبہ کو معیاری اور موثر تعلیم فراہم کرنا ہے تاکہ وہ سکول، کالج اور یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ملکی زندگی اور ملکی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ وہ نامور سائنسدان، ماہر اقتصادیات، انجینئر، ڈاکٹر، تاجر، صنعت کار، سیاسی رہنما اور سول اور فوجی افسران بنے۔ ان میں مطالعہ، تحقیق اور سوچنے کی صلاحیت پیدا کرنی چاہیے۔ وہ اختراع کرنے اور اختراع کے نئے طریقے تلاش کرنے کی صلاحیت پیدا کرتے ہیں۔ نصاب عالمی معیار کا ہونا چاہیے تاکہ ہمارے گریجویٹس دوسرے ممالک سے پیچھے نہ رہیں اور عالمی معیار کی یونیورسٹیوں میں داخلہ حاصل کریں۔

> "قوم کو داخلی اور ذہنی طور پر ایک قوم بنانے اور قومی کردار کی تعمیر کے لیے یکساں ذہنیت پیدا کرنے کے لیے یکساں نصاب ضروری ہے۔ اخلاقی تعلیم اور سائنسی معیار کو یقینی بنائیں جو ترقی یافتہ ممالک کے نصاب کے مطابق ہو۔ جہاں تک زبان اور سماجی علوم کا تعلق ہے تو ہمیں ان کا نصاب بناتے وقت اپنی قومی ضروریات اور ترجیحات کو ترجیح دینا ہوگی۔"[10]

جب پاکستان بنا تو برطانوی حکمرانوں سے جو تعلیمی نظام انہیں ملا وہ ریاضی اور سائنس جیسے مضامین میں اچھا تھا، لیکن اس میں اخلاقیات اور مذہب پر توجہ نہیں دی گئی۔ کچھ عرصے کے لیے پاکستانی طلباء ترقی یافتہ ممالک کی یونیورسٹیوں میں براہ راست اسی کلاس میں جا سکتے تھے لیکن پھر پاکستان پیچھے ہو گیا۔ تعلیم میں تبدیلی آنے لگی اور امتحانات صرف معلومات کو یاد کرنے پر نہیں بلکہ تخلیقی صلاحیتوں اور سمجھ بوجھ پر زیادہ توجہ دینے لگے۔ اس سے امریکہ اور برطانیہ جیسے ترقی یافتہ ممالک کی یونیورسٹیوں کو تحقیق اور اختراع میں رہنما بننے میں مدد ملی۔[11]

مختلف ممالک کی بڑی کمپنیاں یونیورسٹیوں کو تحقیق میں مدد کے لیے رقم دیتی ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک میں یونیورسٹیوں کے کامیاب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس واقعی اچھی کلاسز، اساتذہ اور تحقیق کے لیے جگہیں ہیں۔ بدقسمتی سے ہماری یونیورسٹیاں ایسی جگہیں بن گئی ہیں جہاں لوگ سازشیں کرنا، لڑائی جھگڑا کرنا اور اہم چیزوں کو نہ جاننا جیسے برے کام کرتے ہیں۔ تحقیق کی مقدار کم ہو رہی ہے اور مجموعی ماحول اچھا نہیں ہے۔ ہمیں اپنی کلاسوں کا ترقی یافتہ ممالک سے موازنہ کرنے کی ضرورت ہے اور ہر سال ان کو اپ ڈیٹ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ دنیا کی ضرورت سے مماثل ہو۔ ہماری یونیورسٹیوں میں سیکھنے اور تحقیق کے لیے اچھا ماحول پیدا کرنا بھی ضروری ہے، کیونکہ صرف اچھی کلاسز کا ہونا کافی نہیں ہے۔ یہ افسوسناک ہے کہ جب ہمارے اساتذہ دوسرے ممالک میں تعلیم حاصل

---

[10] حافظ, م. (2022). انسانی کردار میں تعلیم وتربیت کی ضرورت. تعلیم وتربیت (اردو), 5(2), 73-100.

[11] الازھری (2021). بچوں کی تعلیم وتربیت اور ان کے معاشی حقوق. تعلیم وتربیت (اردو), 5(1), 111-126.

کر کے واپس آتے ہیں، تو وہ تحقیق کے لیے پر جوش ہونا چھوڑ دیتے ہیں۔ جب وہ بیرون ملک تھے تو مضامین لکھتے تھے اور نئی کتابیں پڑھتے تھے لیکن جب واپس آتے ہیں تو دوسرے لوگوں کے کاموں کی نقل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ تحقیق کے لیے کافی وسائل نہیں ہیں اور ماحول اچھا نہیں ہے۔ ہمیں صرف کلاسوں کو تبدیل کرنے سے پہلے ان مسائل کو حل کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ اب بھی واقعی اہم ہے کہ ہم اپنی کلاسوں کو دوسرے ممالک کی طرح اچھی بنائیں، ورنہ ہمارے طلباء کو بیرون ملک تعلیم حاصل کرنے میں مشکل پیش آئے گی۔ پاکستان میں ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ پرائیویٹ اسکول اور سرکاری اسکولوں میں بڑا فرق ہے کہ وہ کیا پڑھاتے ہیں اور تعلیم کتنی اچھی ہے۔ اس کے علاوہ، مذہبی اسکولوں کا نصاب باقاعدہ اسکولوں جیسا نہیں ہے اور وہ سائنس اور ریاضی جیسے اہم مضامین نہیں پڑھاتے ہیں۔ ہمیں ایک یکساں نصاب بنانے کی ضرورت ہے تاکہ ملک میں ہر کوئی ایک جیسی چیزیں سیکھے اور ایک مضبوط قوم کی تعمیر کے بارے میں ایک جیسے خیالات ہوں۔[12]

اس بات کو یقینی بنائیں کہ سائنسی معیارات اور اخلاقی ہدایات ترقی یافتہ ممالک کے نصاب کے مطابق ہوں۔ زبان اور سماجی علوم کا نصاب بناتے وقت ہمیں اپنے ملک کی ضروریات اور ترجیحات کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ بہر حال، پاکستان کا روشن مستقبل تحقیق، سائنس، ٹیکنالوجی اور تعلیم میں ہونے والی ترقی سے جڑا ہوا ہے۔ تعلیم کی سطح جتنی بلند اور بہتر ہوگی قومی ترقی اتنی ہی تیزی سے ہوتی ہے۔ ہر سطح پر، نصاب کو اپ گریڈ کرنا ایک مقدس فریضہ اور ایک باقاعدہ عمل ہے۔ اس وجہ سے حکومتی سطح پر ایک ایجنسی جو اسکول، کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر نصاب کو مسلسل بڑھانے کے لیے اساتذہ کو ملازمت دیتی ہے۔ یہ مقصد صوبوں کے تعاون کے بغیر پورا نہیں ہو سکتا کیونکہ تعلیم ایک صوبائی محکمہ ہے۔ اگرچہ میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ وفاقی حکومت کو نصاب کے شعبے کا انچارج ہونا چاہیے تاکہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ ملک بھر میں ایک ہی نصاب پڑھایا جائے اور اس میں علاقائیت یا صوبائیت کے عناصر شامل نہ ہوں۔ وفاقی حکومت نے آئین میں اٹھارویں ترمیم سے پہلے نصاب کو کنٹرول کیا۔ ہمیں اس سسٹم کو بیک اپ اور چلنا چاہیے۔ وفاقی حکومت نصاب بنائے اور صوبے اس کے مطابق اپنی نصابی کتب تیار کریں۔ ایک سرکاری تعلیمی ادارہ جو نصاب اور نصابی کتب کو اپ ڈیٹ کرتا ہے اور اس کی روشنی میں تخلیق کردہ اشاعتوں کے معیار کی ضمانت دیتا ہے۔[13]

---

[12]- کمال حیدر، معروف بن رؤف، & رابعہ اشرف. (2020). پاکستان میں تعلیمی نظام کی اسلامی تشکیل کی ضرورت و اہمیت، مشکلات، مسائل، ممکنہ اقدامات اور سفارشات. Ma 'ārif Research Journal, (19), 10-10.

[13]- Farooq, M. A., & Waris, M. (2021). پاکستان کے اسلامی مدارس میں تعلیم و تربیت کے اسالیب کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ. مجلہ اسلامی فکر و تہذیب, 1(2), 78-85.

تعلیمی ماحول میں سماجی اور اخلاقی شخصیت کی نشوونما

تعلیمی ماحول میں سماجی اور اخلاقی شخصیت کی نشوونما ایک پیچیدہ اور کثیر جہتی عمل ہے جو افراد کو معاشرے کے ذمہ دار اور اخلاقی ارکان کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ تعلیمی ترتیب سماجی اور اخلاقی اقدار کی آبیاری کے لیے ایک بنیاد کے طور پر کام کرتی ہے، برادری، ہمدردی، اور اخلاقی فیصلہ سازی کے احساس کو فروغ دیتی ہے۔ یہ ترقی مختلف باہم جڑے ہوئے عوامل کے ذریعے ہوتی ہے، بشمول نصاب کا ڈیزائن، اساتذہ اور طالب علم کے تعاملات، اور اسکول کی مجموعی ثقافت۔[14]

1. نصاب طلباء کی سماجی اور اخلاقی ترقی کو تشکیل دینے کا ایک طاقتور ذریعہ ہے۔ اقدار، اخلاقیات، اور سماجی ذمہ داری پر زور دینے والے مضامین کو شامل کرنا طلباء کو مختلف سیاق و سباق میں اخلاقی رویے کی اہمیت کو سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔ سماجی انصاف، اخلاقیات، اور شہری ذمہ داری جیسے موضوعات کو نصاب میں ضم کرکے، معلمین طلباء کو پیچیدہ اخلاقی مخمصوں کو نیویگیٹ کرنے کے لیے ضروری علم اور تنقیدی سوچ کی مہارت فراہم کرسکتے ہیں۔
2. اساتذہ اور طلبہ کا رشتہ سماجی اور اخلاقی شخصیت کی نشوونما میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ اساتذہ رول ماڈل اور سرپرست کے طور پر کام کرتے ہیں، جو نہ صرف طلباء کو اپنی تعلیم کے ذریعے بلکہ ان کے رویے اور تعاملات کے ذریعے بھی متاثر کرتے ہیں۔ اعتماد، احترام اور ہمدردی پر مبنی مثبت استاد اور طالب علم کے تعلقات ایک معاون ماحول پیدا کرتے ہیں جہاں طلباء اپنی اقدار اور عقائد کو تلاش کرنے میں آسانی محسوس کرتے ہیں۔ اساتذہ اخلاقی مسائل پر بات چیت کی سہولت فراہم کرسکتے ہیں، طلباء کو اپنے خیالات کا اظہار کرنے، مختلف نقطہ نظر پر غور کرنے، اور اخلاقی اصولوں کی گہری سمجھ پیدا کرنے کی ترغیب دے سکتے ہیں۔
3. اسکول کی مجموعی ثقافت اس کے طلباء کی سماجی اور اخلاقی نشوونما کو نمایاں طور پر متاثر کرتی ہے۔ ایک ایسا اسکول جو شمولیت، رواداری، اور تنوع کے احترام کو فروغ دیتا ہے اپنے تعلق کے احساس کو فروغ دیتا ہے اور طلباء کو دوسروں کے نقطہ نظر کی تعریف کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ ایک ایسا ماحول جو سالمیت اور اخلاقی رویے کی قدر کرتا ہے طلباء کے لیے ان اصولوں کو اندرونی بنانے اور اسکول کی کمیونٹی کے اندر اور باہر اپنے تعاملات میں ان کا اطلاق کرنے کا مرحلہ طے کرتا ہے۔

---

14 - Issar, D. (1963). Adab aur nafsiyāt. Maktabah-yi shāhrāh.

4. کلاس روم کی روایتی ترتیب سے ہٹ کر، غیر نصابی سرگرمیاں اور سروس سیکھنے کے مواقع طلباء کو اپنی سماجی اور اخلاقی تعلیم کو لاگو کرنے کے لیے عملی تجربات فراہم کرتے ہیں۔ کمیونٹی سروس کے منصوبوں میں شمولیت، مثال کے طور پر، طلباء کو دوسروں پر ان کے اعمال کے اثرات کو دیکھنے کی اجازت دیتی ہے اور ہمدردی اور ہمدردی کی اہمیت کو تقویت دیتی ہے۔
5. تعلیمی ماحول کا اثر اسکول کی دیواروں سے باہر تک پھیلا ہوا ہے جس میں والدین اور سرپرستوں کا کردار شامل ہے۔ اخلاقی اقدار کو مسلسل تقویت دینے کے لیے اسکولوں اور خاندانوں کے درمیان تعاون ضروری ہے۔ گھر اور اسکول کے درمیان کھلی بات چیت اور مشترکہ اقدار طلباء کی سماجی اور اخلاقی نشوونما کے لیے زیادہ مربوط انداز میں معاون ہیں۔

روایتی اور مذہبی تعلیمی اداروں کا تقابلی تجزیہ

روایتی اور مذہبی تعلیمی ادارے تعلیمی منظرنامے میں دو الگ ستون کے طور پر کام کرتے ہیں، ہر ایک اپنے اصولوں، طریقہ کار اور مقاصد کے ساتھ کام کرتا ہے۔ روایتی تعلیمی اداروں میں، بنیادی توجہ اکثر سیکولر علم اور مہارتوں کے حصول پر ہوتی ہے جو کیریئر کی ترقی اور سماجی شراکت کے لیے ضروری ہیں۔ یہ ادارے عام طور پر سائنسی اصولوں، ریاضی، ادب اور دیگر مضامین پر مبنی نصاب کی پابندی کرتے ہیں جو فکری اور پیشہ ورانہ ترقی کے لیے اہم سمجھے جاتے ہیں۔ تیزی سے ابھرتی ہوئی عالمی معیشت کے تقاضوں کے لیے تنقیدی سوچ، تحقیق اور افراد کو تیار کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ روایتی ادارے اکثر مختلف نقطہ نظر کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، ایک ایسے ماحول کو فروغ دیتے ہیں جہاں طلباء وسیع نظریات اور عالمی نظریات کے ساتھ مشغول ہو سکتے ہیں۔

> "سیکولرازم اس حد تک ترقی کر چکا ہے کہ تمام مذاہب تیزی سے سیکولرازم کو اپنا رہے ہیں اور اب مذہب کی طرف واپسی کا سفر ناممکن ہے۔ روایتی مذاہب کا ٹھکانہ اب کونے کونے کے علاوہ کہیں نہیں ہے۔"[15]

مذہبی تعلیمی ادارے تعلیمی نصاب میں عقیدے پر مبنی تعلیمات کے انضمام کی خصوصیت رکھتے ہیں۔ ان اداروں کا مقصد نہ صرف علم فراہم کرنا ہے بلکہ افراد کی روحانی اور اخلاقی جہتوں کو پروان چڑھانا بھی ہے۔ نصاب کی جڑیں اکثر مذہبی متون، رسومات اور اخلاقی تعلیمات پر مشتمل ہوتی ہیں، جو طلبہ کو دنیا میں ان کے مقام اور معاشرے اور اعلیٰ طاقت دونوں کے لیے ان کی ذمہ داریوں کو سمجھنے کے لیے ایک فریم ورک فراہم کرتی ہے۔ ہمدردی، عاجزی،

15_ Edward B. Fiske. "Religion in the Age of Aquarius" (The New York Times, December 25, 1969), cited in The State of Islamic Studies in American Universities, 36.

اور دیانت جیسی قدریں مذہبی تعلیم کے تانے بانے میں بُنی ہوئی ہیں، جو طلبہ کے کردار کو گہرے طریقوں سے تشکیل دیتی ہیں۔ اللہ نے فرمایا ہے:

"اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا"[16]

روایتی تعلیم اکثر تجرباتی شواہد، سائنسی تحقیقات، اور اس کی بنیاد کے طور پر قائم کردہ تعلیمی نظریات پر انحصار کرتی ہے۔ اس کے برعکس، مذہبی تعلیمی ادارے اپنا اختیار مقدس صحیفوں، مذہبی رہنماؤں، اور صدیوں پرانی روایات سے حاصل کرتے ہیں، جو ایک وسیع تر روحانی ورثے سے تسلسل اور تعلق کے احساس کو تقویت دیتے ہیں۔[17]

دونوں قسم کے ادارے تعلیمی منظرنامے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، وہیں انہیں منفرد چیلنجز کا بھی سامنا ہے۔ روایتی اداروں کو متحرک ملازمت کی منڈی کی بدلتی ہوئی ضروریات کے مطابق ڈھالنے اور اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ ان کا نصاب متعلقہ رہے۔ دوسری طرف، مذہبی تعلیمی اداروں کو مذہبی تعلیمات کو بدلتے ہوئے معاشرتی اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے اور اس بات کو یقینی بنانے کے چیلنج کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے کہ ان کے فارغ التحصیل افراد متنوع اور تکثیری دنیا میں تشریف لے جانے کے لیے اچھی طرح سے لیس ہوں۔

"جامعات میں علوم اسلامیہ کی ہمہ جہت گہری تدریس کا اہتمام مغربی نظام اور عالم اسلام دونوں کو ایک دوسرے کو بہتر طور پر سمجھنے اور قریب لانے کے لیے ناگزیر ہے۔"[18]

تدریسی طریقہ کار کے لحاظ سے، روایتی تعلیمی ادارے اکثر سائنسی اور شواہد پر مبنی نقطہ نظر کو ترجیح دیتے ہیں۔ تدریسی طریقوں میں لیکچرز، لیبارٹری کا کام، اور انٹرایکٹو سیکھنے کے تجربات شامل ہیں جو تجزیاتی اور مسئلہ حل کرنے کی مہارتوں کو تیار کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں۔ روایتی اداروں میں تشخیص عام طور پر معروضی اقدامات جیسے

16۔ القرآن، سورہ العلق، آیت-1

17۔ Hussain, M (2019). امریکی جامعات میں مطالعۂ اسلام: تاریخ، ارتقا، منہج اور موجودہ صورتِ حال (ایک تجزیاتی مطالعہ) The State of Islamic Studies in the United States: A Study of the Historical Development, Methodological Approaches, and the Current Situation .FIKR-O NAZAR فکرونظر, 56(3-4).

18۔ Seyyed Hossein Nasr, "Origins and Development of Islamic Studies in the U.S.: A Historical Overview of Trends and Institutions", inThe State of Islamic Studies in American Universities, 18-28.

امتحانات، اسائنمنٹس، اور تحقیقی منصوبوں پر مبنی ہوتی ہے، جس میں موضوع کی مہارت اور تنقیدی سوچ کے اطلاق پر زور دیا جاتا ہے۔

مذہبی تعلیمی ادارے زیادہ تجرباتی اور ایمان پر مبنی تدریسی طریقوں کو شامل کر سکتے ہیں۔ رسومات، دعائیں، اور روحانی مشقیں سیکھنے کے عمل کے لازمی جزو ہو سکتے ہیں۔ طلباء کی تشخیص میں تعلیمی کارکردگی اور مذہبی روایت کی طرف سے بیان کردہ اخلاقی اور اخلاقی اصولوں کی پابندی کا مجموعہ شامل ہو سکتا ہے۔ توجہ علمی کامیابیوں سے آگے بڑھ کر کردار کی نشوونما اور خاص عقیدے سے وابستہ خوبیوں کی نشوونما پر محیط ہے۔

روایتی اور مذہبی تعلیمی اداروں کے درمیان معاشرتی مشغولیت اور سماجی ذمہ داری بھی مختلف ہوتی ہے۔ روایتی ادارے اکثر شہری ذمہ داری اور کمیونٹی سروس پر زور دیتے ہیں تاکہ طلباء اپنے علم کو حقیقی دنیا کے سیاق وسباق میں لاگو کر سکیں۔ طلباء کو معاشرے میں بامعنی حصہ ڈالنے کے لیے تیار کرنے پر زور دیا جاتا ہے، اکثر ان کی مذہبی وابستگیوں سے قطع نظر۔ اس کے برعکس، مذہبی تعلیمی ادارے مذہبی فریضے کے اظہار کے طور پر کمیونٹی کی خدمت کو ترجیح دے سکتے ہیں، جو روحانی تعلیمات میں جڑی ذمہ داری کے احساس کو تقویت دیتے ہیں۔[19]

روایتی تعلیمی اداروں کا مقصد عام طور پر متنوع اور جامع ماحول پیدا کرنا ہوتا ہے جو طلباء کو مختلف زاویوں سے روشناس کراتے ہیں۔ اس کے برعکس، مذہبی تعلیمی اداروں میں زیادہ مخصوص ثقافتی اور مذہبی توجہ ہو سکتی ہے، جو ممکنہ طور پر زیادہ یکساں طلبہ کی تنظیم کا باعث بنتی ہے۔ تاہم، مذہبی تعلیمات کے دائرہ کار میں رواداری اور تنوع کے احترام کا احساس پیدا کرنے کی اکثر کوششیں کی جاتی ہیں۔

بچوں کی تعلیم میں والدین اور کمیونٹی کی شمولیت

بچوں کی تعلیم میں والدین اور کمیونٹی کی شمولیت ایک اہم عنصر ہے جو بچے کی تعلیمی کامیابی، ذاتی نشوونما اور مجموعی بہبود کو نمایاں طور پر متاثر کرتا ہے۔ جب والدین اپنے بچے کی تعلیم میں سرگرمی سے مشغول ہوتے ہیں، تو یہ ایک معاون ماحول پیدا کرتا ہے جو سیکھنے اور مثبت سماجی اور جذباتی نشوونما کو فروغ دیتا ہے۔ والدین کی شمولیت گھر سے شروع ہوتی ہے، والدین بچے کی زندگی میں پہلے اور سب سے زیادہ بااثر اساتذہ کے طور پر خدمات انجام دیتے ہیں۔ سادہ سرگرمیاں جیسے کہ ایک ساتھ پڑھنا، ہوم ورک میں مدد کرنا، اور اسکول کے تجربات پر تبادلہ خیال کرنا بچے کی علمی نشوونما میں معاون ہوتا ہے اور سیکھنے کا شوق پیدا کرتا ہے۔ جب والدین اپنے بچے کی تعلیم میں دلچسپی ظاہر کرتے

19۔ Hussain, M. (2019). امریکی جامعات میں مطالعۂ اسلام: تاریخ، ارتقا، منہج اور موجودہ صورتِ حال (ایک تجزیاتی مطالعہ). The State of Islamic Studies in the United States: A Study of the Historical Development, Methodological Approaches, and the Current Situatio .FIKR-O NAZAR.(4-3)56 ,فکر ونظر

ہیں، تو یہ تعلیم کی قدر کے بارے میں ایک طاقتور پیغام بھیجتا ہے اور گھر اور اسکول کے درمیان مضبوط شراکت کی بنیاد رکھتا ہے۔[20] اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے:

"اور وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور اولادوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔"[21]

گھر سے باہر، کمیونٹی کی شمولیت بچے کے تعلیمی سفر میں معاونت کی ایک اور تہہ کا اضافہ کرتی ہے۔ اسکول اور کمیونٹیز ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، اور معلمین اور کمیونٹی کے اراکین کے درمیان باہمی تعاون سے کوششیں مجموعی تعلیمی تجربے کو بڑھا سکتی ہیں۔ کمیونٹی تنظیمیں، مقامی کاروبار، اور ثقافتی ادارے وسائل، رہنمائی کے مواقع، اور غیر نصابی سرگرمیاں فراہم کرنے میں کردار ادا کر سکتے ہیں جو تعلیمی نصاب کی تکمیل کرتی ہیں۔ یہ نہ صرف بچے کی تعلیم کو بہتر بناتا ہے بلکہ انہیں متنوع تجربات اور نقطہ نظر سے روشناس کر کے ان کے افق کو بھی وسعت دیتا ہے۔ وہ اسکول جو فعال طور پر والدین اور کمیونٹی کی شمولیت کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اکثر طلباء کے بہتر تعلیمی نتائج دیکھتے ہیں۔ اساتذہ اور والدین کے درمیان کھلے مواصلاتی ذرائع، جیسے والدین اساتذہ کی کانفرنسیں، نیوز لیٹر، اور اسکول کی تقریبات، بچے کی ترقی اور ان کو درپیش کسی بھی چیلنج کی مشترکہ تفہیم میں حصہ ڈالتے ہیں۔ یہ تعاون بچے کے سیکھنے میں مدد کرنے اور پیدا ہونے والے کسی بھی مسائل کو حل کرنے کے لیے ایک متحدہ محاذ بناتا ہے۔[22]

کمیونٹی کی شمولیت آپس میں تعلق اور مشترکہ ذمہ داری کے احساس میں حصہ ڈال سکتی ہے۔ جب کمیونٹی کے اراکین اسکول کی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں، تو یہ کمیونٹی کے اندر بندھن کو مضبوط کرتا ہے اور اس خیال کو تقویت دیتا ہے کہ تعلیم ایک اجتماعی کوشش ہے۔ کمیونٹی سپورٹ کا یہ احساس مشکل وقت میں خاص طور پر فائدہ مند ہو سکتا ہے۔

محروم کمیونٹیز میں، جہاں تعلیمی وسائل محدود ہوتے ہیں، والدین اور کمیونٹی کی فعال شمولیت اور بھی زیادہ اہم ہو جاتی ہے۔ بہتر تعلیمی انفراسٹرکچر، معیاری تدریسی مواد تک رسائی، اور غیر نصابی مواقع کی وکالت کرنے کی باہمی کوششیں ان کمیونٹیز میں بچوں کے تعلیمی نتائج میں نمایاں فرق پیدا کر سکتی ہیں۔ مل کر کام کرنے سے، والدین اور کمیونٹی کے اراکین اپنی آواز کو بڑھا سکتے ہیں اور تعلیمی نظام میں مثبت تبدیلی کو متاثر کر سکتے ہیں، جس سے تمام طلباء کے لیے زیادہ مساوی مواقع پیدا ہوتے ہیں۔

---

[20]- Salma, U. (2020). ماں کی گود بچے کی اولین تربیت گاہ. TALEEMAT, 17(1),59-68.

[21]- القرآن، سورہ الفرقان، آیت-74

[22]- مطہری اور محمد لطیف. (2022). اولاد کو نماز کی تعلیم دینے کا فقہی حکم. تعلیم وتربیت (اردو), 5(2),11-38.

بچوں کی تعلیم میں والدین اور کمیونٹی کی شمولیت تعلیمی تعاون سے کہیں زیادہ ہے۔ اس میں اقدار، زندگی کی مہارتوں اور کردار کی نشوونما کے ساتھ ساتھ تعلیمی اور ذاتی دونوں چیلنجوں کے لیے ایک اہم سپورٹ سسٹم فراہم کرنا شامل ہے۔ یہ باہمی تعاون نہ صرف انفرادی طلباء کو فائدہ پہنچاتا ہے بلکہ کمیونٹی کے تمام بچوں کے تعلیمی تجربے کو مجموعی طور پر بڑھانے میں بھی حصہ ڈالتا ہے۔

بچوں کی تعلیم وتربیت میں تعلیمی اداروں کا کردار

تعلیمی ادارے بچوں کی مجموعی نشوونما اور تعلیم میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہ ادارے، بشمول اسکول بنیادی رسمی ترتیبات کے طور پر کام کرتے ہیں جہاں بچے ضروری علم، ہنر، اور اقدار حاصل کرتے ہیں۔ تعلیمی اداروں کا کردار محض تعلیمی ہدایات سے بالاتر ہے۔ وہ کردار، سماجی مہارتوں، اور بچوں کی مجموعی فلاح و بہبود میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ تعلیمی اداروں کا ایک بنیادی پہلو ایک منظم نصاب کی فراہمی ہے جو مختلف مضامین کا احاطہ کرتا ہے، فکری ترقی کو فروغ دیتا ہے۔ ایک اچھی طرح سے ڈیزائن کردہ نصاب کے ذریعے، بچوں کو متنوع موضوعات سے روشناس کرایا جاتا ہے، جس سے انہیں اپنی دلچسپیوں اور مہارت کے ممکنہ شعبوں کو دریافت کرنے میں مدد ملتی ہے۔ مزید برآں، تعلیمی ادارے تنقیدی سوچ، مسئلہ حل کرنے، اور تجزیاتی مہارتوں کو فروغ دینے کے لیے ایک فریم ورک فراہم کرتے ہیں، جو جدید دنیا کی پیچیدگیوں کو نیویگیٹ کرنے کے لیے ضروری ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

"Seeking knowledge is obligatory upon every Muslim." [23]

ماہرین تعلیم سے آگے، تعلیمی ادارے سماج کاری کے لیے ماحول کا کام کرتے ہیں۔ بچے اپنے ساتھیوں، اساتذہ اور اسکول کی کمیونٹی کے دیگر اراکین کے ساتھ بات چیت کرنا سیکھتے ہیں۔ یہ سماجی تعامل باہمی مہارتوں، جذباتی ذہانت، اور برادری کے احساس کی نشوونما کے لیے بہت ضروری ہے۔ تعلیمی ادارے ٹیم ورک، ہمدردی، اور تنوع کے احترام جیسی اقدار کو ابھارنے میں بھی کردار ادا کرتے ہیں، ذمہ دار اور اخلاقی افراد کی تشکیل میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ تعلیمی ادارے ٹیلنٹ اور قابلیت کی شناخت اور پرورش کے لیے ایک پلیٹ فارم مہیا کرتے ہیں۔ مختلف غیر نصابی سرگرمیوں، جیسے کھیل، فنون، اور کلب کے ذریعے، بچوں کو اپنی منفرد صلاحیتوں کو دریافت کرنے اور ان کو فروغ دینے کا موقع ملتا ہے۔ یہ ایک اچھی طرح سے تعلیم کو فروغ دیتا ہے جو ماہرین تعلیم سے آگے بڑھتا ہے اور فرد کی مجموعی ترقی میں حصہ ڈالتا ہے۔[24]

---

[23]- سنن ابن ماجہ، کتاب المقدمہ، حدیث-224

[24]- مطہری، م. ل.، & محمد لطیف. (2023). اولاد کی معاشی اور اقتصادی تعلیم و تربیت کا فقہی جائزہ. تعلیم و تربیت (اردو), 7(1), 11-51.

علم اور ہنر کے علاوہ، تعلیمی ادارے بچوں کے رویوں اور اقدار کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان اداروں میں دی جانے والی اقدار اکثر کلاس روم سے باہر ہوتی ہیں، جو افراد کی اخلاقی اور اخلاقی کمپاس کو متاثر کرتی ہیں۔ کردار کی نشوونما میں یہ کردار ذمہ دار شہریت کو فروغ دینے اور معاشرے کی بہتری میں حصہ ڈالنے کے لیے ضروری ہے۔ تعلیمی ادارے بچوں کی جامع تعلیم و تربیت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ وہ سیکھنے، سماجی کاری، ہنر کی نشوونما، اور کردار سازی کے لیے ایک منظم ماحول فراہم کرتے ہیں۔ ان اداروں کا اثر کلاس روم سے بہت آگے تک پھیلا ہوا ہے، جو مجموعی طور پر افراد اور معاشرے کے مستقبل کو تشکیل دیتا ہے۔[25]

خلاصہ بحث

تعلیمی نصاب اور تعلیمی ادارے بچوں کی شخصیت کی تشکیل اور مجموعی ترقی میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ نصاب، طلباء جو کچھ سیکھتے ہیں اس کے لیے ایک خاکہ کے طور پر کام کرتا ہے، اور اس میں نہ صرف تعلیمی مضامین بلکہ اقدار، سماجی مہارتیں اور کردار کی نشوونما بھی شامل ہے۔ ایک اچھی طرح سے ڈیزائن کردہ نصاب کے ذریعے، بچوں کو مختلف مضامین سے روشناس کرایا جاتا ہے جو ان کی علمی، جذباتی اور سماجی ترقی میں معاون ہوتے ہیں۔ روایتی اسکول عام طور پر تعلیمی حکام کی طرف سے مقرر کردہ نصاب کی پیروی کرتے ہیں۔ ان اداروں کا مقصد ایک وسیع البنیاد تعلیم فراہم کرنا ہے جو طلباء کو مستقبل کی کامیابی کے لیے ضروری علم اور ہنر سے آراستہ کرے۔ روایتی اسکولوں کا نصاب اکثر ریاضی، سائنس، ادب اور سماجی علوم جیسے مضامین پر مرکوز ہوتا ہے۔ مزید برآں، یہ اسکول اکثر تنقیدی سوچ، مسئلہ حل کرنے، اور ٹیم ورک پر زور دیتے ہیں، جس سے بچے کی ذہانت اور سماجی صلاحیتوں کی بھرپور نشوونما ہوتی ہے۔ مذہبی اسکول اپنے نصاب میں عقیدے پر مبنی تعلیمات کو شامل کرتے ہیں۔ ان اداروں میں اخلاقی اور روحانی ترقی کو شامل کرنے کے لیے ماہرین تعلیم سے بڑھ کر زور دیا جاتا ہے۔ مذہبی اسکولوں کے نصاب میں اکثر مذہبی علوم، اخلاقی تعلیمات، اور اقدار شامل ہوتی ہیں جو مخصوص عقیدے کے عقائد کے ساتھ ہم آہنگ ہوتی ہیں۔ اس نقطہ نظر کا مقصد طلباء میں اخلاقیات اور اخلاقی طرز عمل کا ایک مضبوط احساس پیدا کرنا ہے، جو ان کے کردار کی نشوونما میں معاون ہے۔

تعلیمی ادارے، خواہ ان کی مذہبی یا سیکولر نوعیت کے ہوں، سوشلائزنگ ایجنٹ کے طور پر بھی کام کرتے ہیں۔ بچے ساتھیوں اور اساتذہ کے ساتھ بات چیت کے ذریعے قابل قدر باہمی مہارتیں، ٹیم ورک، اور تنازعات کا حل سیکھتے ہیں۔ یہ سماجی مہارتیں شخصیت کی نشوونما کے لازمی اجزاء ہیں، جو بچوں کو رشتوں اور سماجی توقعات پر تشریف لانے میں مدد کرتی ہیں۔ تعلیمی نصاب اور ادارے، چاہے وہ روایتی ہوں یا مذہبی، بچوں کی شخصیت کی تشکیل اور نشوونما میں

---

[25]- حافظ، م. (2022). انسانی کردار میں تعلیم وتربیت کی ضرورت. تعلیم وتربیت (اردو)، 5(2)، 73-100.

اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ایک بہترین تعلیمی ماحول کے ساتھ مل کر ایک بہترین نصاب، بچوں کو وہ اوزار فراہم کرتا ہے جن کی انہیں تعلیمی، سماجی اور اخلاقی طور پر کامیابی کے لیے ضرورت ہوتی ہے۔ ان اداروں کا اثر کلاس روم سے آگے بڑھتا ہے، جو زندگی میں ترقی کرتے ہوئے افراد کے کردار، اقدار اور طرز عمل کو متاثر کرتا ہے۔

تعلیمی اداروں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے نصاب کا مسلسل از سر نو جائزہ لیں اور اسے معاشرے کی ابھرتی ہوئی ضروریات کے مطابق ڈھالیں۔ ایک جامع نقطہ نظر پر زور دینا جو تعلیمی فضیلت کو کردار کی تعلیم کے ساتھ جوڑتا ہے اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ طلباء اپنی ذاتی اور پیشہ ورانہ زندگی میں درپیش چیلنجوں کے لیے اچھی طرح سے لیس ہوں۔ مزید برآں، ان اداروں کے اندر ایک معاون اور جامع ماحول کو فروغ دینے سے سیکھنے کے ایک مثبت تجربے کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے، جس سے بچے کی تربیت اور شخصیت کی نشوونما پر مجموعی اثر پڑتا ہے۔

Bibliography

1. Al-Qurʾān.
2. Begum, U., Ahmad, M., & Qasim, M. (2022). *Niṣāb-e Taʿlīm ke Ahdāf o Maqāṣid Islāmī Tanāẓur mein*: Ek Taḥqīqī Muṭālaʿah: Curriculum Aims and Objectives in an Islamic Perspective: A Research Study. Al-Duhaa, 3(01), 397-408.
3. Bronfenbrenner, U. (2013). Ecology of the family as a context for human development: Research perspectives. Adolescents and Their Families, 1-20.
4. Edward B. Fiske. "Religion in the Age of Aquarius" (The New York Times, December 25, 1969), cited in The State of Islamic Studies in American Universities, 36.
5. Hussain, M. (2019). Amrīkī Jāmiʿāt mein Muṭālaʿah-e Islām: Tārīkh, Irtiqāʾ, Manhaj aur Maujūdah Ṣūrat-e Ḥāl (Ek Tajziyātī Muṭālaʿah). The State of Islamic Studies in the United States: A Study of the Historical Development, Methodological Approaches, and the Current Situation. FIKR-O NAZAR, 56(3-4).
6. Hussain, M. (2019). Amrīkī Jāmiʿāt mein Muṭālaʿah-e Islām: Tārīkh, Irtiqāʾ, Manhaj aur Maujūdah Ṣūrat-e Ḥāl (Ek Tajziyātī Muṭālaʿah). The State of Islamic Studies in the United States: A Study of the Historical Development, Methodological Approaches, and the Current Situation. FIKR-O NAZAR (Fikr o Nazar), 56(3-4.(
7. Issar, D. (1963). Adab aur Nafsiyāt. Maktabah-yi Shāhrāh.
8. Piaget, J. (1952). Jean Piaget.
9. Salma, U. (2020). Māñ kī god bachay kī awwalīn tarbiyat gāh. TALEEMAT, 17(1), 59-68.
10. Seyyed Hossein Nasr, "Origins and Development of Islamic Studies in the U.S.: A Historical Overview of Trends and Institutions", in the State of Islamic Studies in American Universities, 18-28.
11. Skinner, B. F. (1965). Science and Human Behavior (No. 92904). Simon and Schuster.
12. Vygotsky, L. S. (1987). The Collected Works of L.S. Vygotsky: The Fundamentals of Defectology (Vol. 2). Springer Science & Business Media.
13. Waris, M., & Farooq, M. A. (2021). Pākistān ke Islāmī Madāris mein Taʿlīm o Tarbiyat ke Asālīb kā Taḥqīqī o Tanqīdī Jāʾizah. Mujalla Islāmī Fikr o Tehzīb, 1(2), 78-85.

14. Wertsch, J. V. (1984). The zone of proximal development: Some conceptual issues. New Directions for Child Development.
15. Zuberi, A. K. (2002). Bachon kā Taṣavvur-e Khudā: Niṣāb o Ṭarīq-e Taʿlīm. Research Journal Social Sciences, 1(1).
16. Al-Azhari (2021). Bachon kī Taʿlīm o Tarbiyat aur un ke Maʿāshī Ḥuqūq. Taʿlīm o Tarbiyat (Urdu), 5(1), 111-126.
17. Ḥāfiẓī, (2022). Insānī Kirdār mein Taʿlīm o Tarbiyat kī Ẓarūrat. Taʿlīm o Tarbiyat (Urdu), 5(2), 73-100.
18. Dr. Muḥammad Ṭāhir al-Qādrī, "Silsila Taʿlīmāt-e Islām (Bachon kī Taʿmīr-e Shakhṣiyat)" Māhnāmah Minhāj-ul-Qurʾān, November 2018.
19. Sunan Ibn Mājah, Kitāb al-Muqaddimah, Ḥadīth-224.
20. ʿĀbidī, S. Sh. Ḥ., & Sayyid Shuʿaib Ḥaidar. (2023). Aulād ke Akhlāqī o Nafsiyātī Ḥuqūq. Taʿlīm o Tarbiyat (Urdu), 7(1), 119-145.
21. Kamāl Ḥaidar, Maʿrūf bin Raūf, & Rābiʿah Ashraf. (2020). Pākistān mein taʿlīmī niẓām kī Islāmī tashkīl kī ẓarūrat o ahmīyat, mushkilāt, masāʾil, mumkinah iqdāmāt aur sifareshāt. Maʿārif Research Journal, (19), 10-10.
22. Muṭaharī aur Muḥammad Laṭīf. (2022). Aulād ko namāz kī taʿlīm dene kā fiqhī ḥukm. Taʿlīm o Tarbiyat (Urdu), 5(2), 11-38.
23. Muṭaharī, Muḥammad Laṭīf. (2023). Aulād kī maʿāshī aur iqtiṣādī taʿlīm o tarbiyat kā fiqhī jāʾizah. Taʿlīm o Tarbiyat (Urdu), 7(1), 11-51.